www.novelsclubb.com
ناولز کلب
حیانور
Creation
کارِ کبر
از قلم: اقرء ناصر
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

کارِ کبر

از قلم

اقراء ناصر

www.novelsclubb.com

یہ جو زندگی کی کتاب ہے

یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے

کہیں اک حسین خواب ہے

کہیں جان لیوا عذاب ہے

کہیں چھین لیتی ہے ہر خوشی

کہیں مہرباں بے حساب ہے

یہ جو زندگی کی کتاب ہے

یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے!

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سورج سوا نیزے پہ چمک رہا تھا۔ چھت کی منڈیر پہ ایک نڈھال سی فاختہ آ بیٹھی تھی۔ گرمیوں کی اس لمبی دوپہر میں جب سب اپنے اپنے پر سکون ٹھنڈے کمروں میں آرام کر رہے تھے، اس وقت وہ چھت پہ موجود کپڑے سمیٹ رہی تھی۔ ابھی اور بھی بہت سے کام کرنے والے تھے۔ وہ لب بھینچے خاموشی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔ عرصہ ہوا اس نے چہکنا چھوڑ دیا تھا۔

"گڑیا بیٹا! نیچے آ جاؤ۔ گرمی کی شدت بہت ہے۔ یہ کپڑے تو بعد میں بھی سمیٹے جا سکتے ہیں" نیچے سے امی کی آواز آئی تھی۔

"جی" وہ مختصر سا جواب دے کر پھر اپنے کام میں لگ گئی۔ سب کپڑے سمیٹنے کے بعد انہیں اندر کمرے میں رکھ کر جب وہ باہر آئی تو ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ آسمان پہ کہیں کہیں بادلوں کے ٹکڑے نمودار ہو رہے تھے۔

"آج پھر ان گلیوں کا منظر راوی جیسا ہو گا اور آج پھر کئی لوگوں میں غالب کی روح آئے گی" وہ بڑبڑائی۔

ہوا تیز ہو رہی تھی۔ نیلے آسمان پہ جا بجا سرمئی بادل دکھائی دے رہے تھے۔ سورج نے بھی بنا کسی تردد کے ان بادلوں کو جگہ دی تھی اور خود کہیں چھپ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ دوپٹہ سنبھالتی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔جب اس کا فون بجنے لگا۔کپڑے ایک طرف رکھتے اس نے موبائل اٹھایا اور سکرین پر پہلی نظر پڑتے ہی اس کے ماتھے پہ بل نمودار ہوئے تھے۔

گو کہ وہ نمبر سیو نہیں تھا لیکن کچھ ہندسے کبھی بھلائے نہیں جاتے۔اس نے فون وہیں رکھا اور کچن کا رخ کیا۔

"گڑیا! کس کی کال ہے؟ دیکھ لو تمہارا فون کب سے بج رہا ہے" پانچ منٹ بعد جب فون نے دوبارہ چنگھاڑنا شروع کیا تو صفیہ بیگم اس سے مخاطب ہوئیں۔

"امی! مجھے گڑیا مت کہا کریں۔نہ تو میری زندگی ان گڑیاؤں جیسی ہے اور نہ ہی میری فطرت۔میں ان جیسی نازک نہیں ہوں" لہجے میں گزرے وقتوں کی تلخی تھی۔

"کس کا فون ہے؟"اس کی بات کو نظرانداز کرتے انہوں نے اپنا سوال دہرایا۔

"جس کا نہیں ہونا چاہیے تھا" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولی تھی۔

صفیہ بیگم اک ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش ہو گئیں۔اس وقت اسے کچھ بھی کہنے کا مطلب تھا اس کے غصے کو ہوا دینا اور یہ کام وہ کبھی نہ کرتیں اس لیے خاموش ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ثقلین! باز آجاؤ۔ تم میرے ہاتھوں سے پٹ جاؤ گے۔ تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے میری چیزوں کو ہاتھ مت لگایا کرو"۔لاؤنج سے جھنجلائی ہوئی آواز آئی۔

"اب کیا ہوا ہے؟ کیوں چلا رہی ہو؟" سبطین غازی کی گھمبیر آواز گونجی تھی۔

"جو سالوں سے اس گھر میں میرے ساتھ ہوتا آرہا ہے، آج بھی وہی ہوا ہے۔اس گھر میں میری کسی چیز کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ جہاں رکھ دوں وہاں سے ملتی نہیں ہے اور جہاں سے ملتی ہے وہاں کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی تو سوچتی ہوں کہ یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤں" وہ ہاتھ جھلاتے نان اسٹاپ بولتی دھپ سے صوفے پہ آ گری تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بہت اچھا آئیڈیا ہے۔آپکی شادی کر دیتے ہیں آپ بھی سکون میں اور ہم بھی!"اب کے ثقلین غازی کی چہکتی ہوئی آواز آئی۔

صوفے پہ براجمان،اخبار ہاتھ میں تھامے غازی صاحب مسکرا دیے تھے جبکہ سبطین نے اسے گھورا تھا۔

"قینچی کی طرح چلتی اس زبان کو قابو میں رکھنے کی کوشش کیا کرو ثقلین!"انداز تنبیہی تھا۔

"بابا جان!آپ میری بات توجہ سے سنیں"۔زینب صوفے کے پیچھے سے گھوم کر ان کے سامنے پڑے اسٹول پہ آبیٹھی تھی۔

"جی بیٹا بولیں"غازی صاحب نرم لہجے میں مخاطب ہوئے۔

"اس ثقلین کے بچے سے کہیں کہ میری چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا کرے۔جب مجھے چاہیے ہوتی ہیں تو مجھے اتنی دیر تک ڈھونڈنی پڑتی ہیں کہ جانے صاحب زادے کہاں رکھ کر چلے گئے ہیں۔"وہ رونی صورت بنا کر بولی تھی۔

"ثقلین بیٹے بہن کو تنگ مت کیا کرو۔"غازی صاحب نے چھوٹے طوفان کو نصیحت کی۔

"جی بابا!"وہ تابعداری سے سر ہلا کر بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

غازی صاحب کا فون بجنے لگا تو وہ اٹھ کر باہر چلے گئے۔

سبطین پہلے ہی کمرے سے جا چکا تھا۔زینب کو وہاں اکیلے بیٹھے دیکھ کر ثقلین کی رگ ظرافت پھڑکی۔

"اپیا ویسے آپ اپنے بھتیجوں سے ڈائریکٹ کیوں نہیں کہہ دیتیں کہ آپکو تنگ نہ کیا کریں۔بابا کو شکایت لگانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"بھتیجے؟"زینب نے بھنویں اچکائیں۔

"ہاں ناں!ابھی آپ نے ہی تو کہا کہ ثقلین کے بچے کو سمجھالیں۔تو وہ آپکا بھتیجا ہوا نا"وہ سمجھداری کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوا بولا۔

"ثقلین"زینب کے ضبط کی حد ختم ہو چکی تھی۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس کے خطرناک ارادوں کو بھانپتے ثقلین نے باہر کی طرف دوڑ لگائی جب وہ سامنے سے آتے ہوئے ذی نفس سے بری طرح ٹکرایا۔

"ارے بھئی تمہارے پیچھے کون سا بھوت لگا ہے جو یوں بنا بریک کے بھاگتے چلے جارہے ہو؟"

مقابل نے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بھوت نہیں بھائی! ایک عدد بھوتنی ہے" وہ شرارت سے بولا تھا۔

تبھی زینب نمودار ہوئی۔ ثقلین کے ساتھ کھڑے وجود پہ نظر پڑتے ہی دنیا جہاں کی کوفت اور کرختگی اس نے اپنے گول چہرے پہ سجالی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" نرمی سے دریافت کیا گیا۔

"یہاں آؤ" ثقلین کو گھورتے، سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے زینب نے کہا۔

"میں نہیں آرہا، آپ مارتی ہیں پھر!" وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تھا۔

"بری بات زینب!" وہ وجود زینب سے مخاطب ہوا۔

"میں اپنے بھائی سے بات کر رہی ہوں۔ اپنے بھائی سے" وہ اپنے بھائی پہ زور دیتے ہوئے بولی۔
"بہتر ہے کہ کوئی تیسرا فرد ہمارے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں، ثقلین کو بازو سے کھینچتے لاؤنج کی طرف بڑھ گئی۔ اس بات سے انجان کہ اس کے ان لفظوں نے مقابل کو کیسے زخمی کیا تھا۔ یہ دیکھے بغیر کہ پیچھے کھڑے شخص کے چہرے کی رنگت کس قدر تیزی سے بدلی تھی۔

www.novelsclubb.com

زندگی کے عجائبات میں ایک عجوبہ یہ بھی ہے کہ انسان ان کے ہاتھوں سے ہی تکلیف اٹھاتا ہے جن کے لیے وہ ہمیشہ دعائیں کرتا رہتا ہے کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔۔

"ارے! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آیئے نا بھائی" سبطین کی آواز سے اس بت کا ارتکاز ٹوٹا تھا۔

"آں، نہیں میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں" وہ بدقت بولا۔

"اوکے آپ آرام کیجیے۔رات کے لئے باہر کا پلان ہے۔ تیار رہیے گا" وہ اسے آگاہ کرتے ہوئے بولا تھا۔

"ہمم" کہتے اس نے قدم اپنی انیکسی کی جانب بڑھائے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شام ہو رہی تھی۔ سورج اپنی روشنی سمیٹتا الوداعی لمحات میں تھا۔ جب "غازی ہاؤس" میں عجب ہلچل کا احساس ہو رہا تھا۔ وہاں موجود سب لوگ خوش اور پرجوش نظر آرہے تھے۔ سوائے اک انسان کے جو سرے سے نظر ہی نہیں آرہا تھا۔ اس گھر کی رونق زینب غازی۔

سبطین، ثقلین اور احد غازی لاؤنج میں موجود تھے۔ جب لاؤنج کے دروازے سے سرمئی آنکھوں والا شخص اندر داخل ہوا۔ "عمیس شاہ"۔ اس گھر کا مان اور فخر۔

"خیریت ہے۔ یہ اس قدر رونق کس چیز کی لگی ہوئی ہے؟" وہ دریافت کرتا احد غازی کے پاس آ بیٹھا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بیٹا" احد غازی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولے۔

"کچھ تو ہے چچا جان!" وہ کھوجتی نگاہوں کو گھماتے ہوئے بولا۔

"بھائی میں نے آپ سے تیار رہنے کے لیے کہا تھا۔ لیکن آپ کے حلیے سے مجھے آپ کے ارادے بالکل نیک نہیں لگ رہے" سبطین بغور اس کا معائنہ کر رہا تھا۔

"باہر کیوں جانا ہے؟" سوال آیا تھا۔

"عید آرہی ہے نا تو ذرا اسی کی تیاریوں کے لیے جانا تھا بھائی" ثقلین نے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"پھر کسی دن چلیں گے۔ ابھی میرا موڈ نہیں ہے" لہجہ اکتایا ہوا تھا۔

"عمیس بیٹے!" احد غازی نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"کیا ہوا ہے؟ تم اتنے بجھے بجھے کیوں ہو؟" وہ اس سے پوچھ رہے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کا موڈ شاذونادر ہی خراب ہوتا تھا۔

گفتگو کو سنگین رخ دھارتے دیکھ سبطین نے ثقلین کے ساتھ باہر کی راہ لی کیونکہ وہ جانتا تھا عمیس چاہے ان سب سے کتنی ہی محبت کرتا ہو لیکن اپنی ذات کی پرت وہ کبھی ان کے سامنے نہیں کھولے گا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ بھی نہیں چچا جان بس آج کل کام کا برڈن زیادہ ہے."

"مجھے لگا کہ شاید کسی کا کوئی رویہ برا لگا ہو" انہوں نے اس کے تاثرات دیکھے۔ وہ خاموش رہا۔

"عرصہ ہوا اب رویوں پہ دکھی ہونا چھوڑ دیا ہے" وہ عجیب سے لہجے میں بولا تھا۔

"عمیس! کیا کسی چیز نے تمہیں دکھی کیا ہے تو مجھے بتاؤ" احد غازی تڑپ کر بولے تھے۔ ان کا یہ بیٹا نہیں بیٹوں سے بڑھ کر تھا۔

"چچا جان میں نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں اس گھر کا فرد بنوں۔ اپنی کسی بات یا عمل سے کبھی کسی کی دل آزاری نہ کروں۔ لیکن شاید میری کاوشوں یا میرے خلوص میں کچھ کمی تھی جو میں پندرہ سال گزرنے کے باوجود آج تک اس گھر کا فرد نہیں بن سکا" اس پچیس سالہ مضبوط مرد کا لہجہ نم ہوا تھا۔ اس کی بات پر احد غازی دکھی ہوئے تھے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم مجھے میرے سگوں سے بڑھ کر ہو" انہوں نے کہا۔

"ہنہہ لوگوں کے لیے میں آج تک پرایا ہی ہوں۔ ایک تیسرا فرد۔" نجانے وہ الفاظ پہ ہنسا تھا یا خود پہ۔ خود کو سنبھالتا وہ وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔

احد غازی سیکنڈز میں معاملے کی تہہ تک پہنچے تھے۔ کس کی بات عمیس کو اس قدر دکھی کر سکتی تھی وہ جان چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

(_پینسرہ_)

لائل پور سے پچیس کلو میٹر کے فاصلے پہ موجود اس چھوٹے سے قصبے پینسرہ میں رات اتر چکی تھی۔دن بھر اپنی سوچوں اور اپنے حالات کی تلخیوں سے بیک وقت لڑنے والی وہ لڑکی اب اپنے کمرے میں موجود بیڈ پہ اکڑوں بیٹھی تھی۔سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔اسکرین کی روشنی اس کے گلابی چہرے پہ پڑ رہی تھی۔آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی تھیں۔

زندگی نے اسے وقت سے پہلے سمجھدار کیا تھا۔وہ بائیس سالہ لڑکی دن بھر اپنی زمہ داریاں سر انجام دیتی اور رات کے اس پہر اس کے پاس سوچنے کے لیے بہت سی باتیں تھیں۔

زندگی کے تلخ ایام۔کچھ سیاہ راتیں۔

اور اب بھی سوچوں میں گم اس لڑکی کو دس سال پہلے کی وہ رات اچھے سے یاد تھی جب اس کی زندگی نے ایک نیا رخ لیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آہ بیس دسمبر کی وہ رات جب سب کچھ بدل گیا تھا۔سب کچھ !

(_ستیانہ روڈ_)

وہ لائل پور تھا۔زندہ دلوں کا شہر !

دس جون کی رات۔

بارہ بجنے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"غازی ہاؤس" کے گیٹ سے آگے جا کر دیکھیں تو بائیں ہاتھ موجود وہ خوبصورت انیکسی رات کے اس پہر روشن تھی۔دروازے کی دائیں جانب واش روم تھا۔جس کے سامنے سیڑھیاں چڑھتی تھیں۔واش روم کے سامنے والا ایریا لاؤنج کے طور پہ کور ہوتا تھا۔زرا سا آگے کو جائیں تو وہاں کچن دکھائی دیتا۔کچن کے ساتھ ہی ایک کشادہ کمرہ موجود تھا۔کمرے کے ایک کونے میں ڈبل بیڈ جبکہ دوسرے کونے میں ایک رائٹنگ ٹیبل تھا۔ساتھ ایک راکنگ چیئر پڑی تھی۔

ٹیبل پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔راکنگ چیئر پہ براجمان عمیس اس وقت لیپ ٹاپ کی تاریک پڑتی اسکرین کو گھور رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

حال کا یہ منظر اچانک ماضی میں تحلیل ہوا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے وقت پیچھے سفر کر رہا تھا۔

آج سے پندرہ سال پہلے کا وہ دن جب اس نے پہلی بار "غازی ہاؤس" میں قدم رکھا تھا۔دس سالہ ڈرا سہما وہ بچہ جس نے چار دن پہلے ہی اپنے ماں باپ کو ایک کار ایکسیڈنٹ میں کھو دیا تھا،احد غازی کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے لاؤنج میں کھڑا تھا۔جہاں پہلے سے تین عدد بچے کھیل میں مگن تھے۔اسے دیکھتے ہی آٹھ سالہ سبطین اور سات سالہ زینب اپنے کھلونے چھوڑ چھاڑ کر اس کے پاس آئے تھے۔جبکہ پانچ سالہ ثقلین اسے دیکھ کر بھاں بھاں کرتے رونے لگا تھا۔

"عمیس بیٹا گھبراؤ مت آجاؤ۔ یہ تمہارا ہی گھر ہے" احد غازی نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

کچن کے دروازے میں کھڑی منزہ غازی نے اس سرمئی آنکھوں والے بچے کو غور سے دیکھا تھا۔ وہ انہیں بہت اپنا سا لگا تھا۔

"منزہ تم تو جانتی ہو ناں کہ ابرار بھائی اپنے ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ چار دن پہلے ایک کار ایکسیڈنٹ میں صائمہ بھابھی کے ساتھ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ عمیس بالکل اکیلا تھا تو میں اسے اپنے ساتھ لے آیا۔ امید ہے تمہیں کچھ برا نہیں لگا ہو گا۔" احد غازی تفصیل بتا رہے تھے۔

"ارے نہیں اس میں برا لگنے والی کیا بات ہے؟ اور عمیس تو میرا بیٹا ہے" وہ پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیر رہی تھیں۔

سبطین اور زینب اسے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ وہ ان کے ساتھ مل کر کھیلنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہ ان سب کے ساتھ گھل مل گیا تھا۔ منزہ کو وہ ماما کہہ کر پکارتا تھا۔ ان کی دوستی قابل رشک تھی۔ منزہ غازی تو انہیں دیکھ دیکھ کر جیتی تھیں۔

مگر پھر حالات نے ایک موڑ لیا۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"عمیس! آپ اندر ہیں؟" دروازے پہ دستک اور اس کے ساتھ ماما کی آواز اسے ماضی سے حال میں کھینچ لائی تھی۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" وہ ہلکی ہلکی آواز میں گنگناتے ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"آپ سب کو اس دفعہ بھی یاد تھا، ہمیشہ کی طرح۔" اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"جی اور آپ اس دفعہ بھی بھول گئے تھے، ہمیشہ کی طرح۔" سبطین مسکرایا تھا۔

"عمیس شاہ تاریخیں یاد رکھنے کے معاملے میں بہت برا ہے۔" اس نے اعتراف کیا۔

"خیر! چلیے آیئے کیک کٹ کریں۔" ثقلین کیک رکھنے کے لیے جگہ بنا رہا تھا۔

"زینب؟" اس نے سوالیہ نگاہیں اٹھائیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ سو چکی ہے۔ کل اس کا یونیورسٹی کا پہلا دن ہے اور وہ لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔" جواب احد غازی کی جانب سے آیا تھا۔

عمیس پھیکا سا مسکرایا۔ آگے آتے ہوئے اس نے چھری تھامی اور بڑی نفاست سے کیک کا قتل کیا گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور آدھ گھنٹے بعد وہ تینوں سفید کریم سے لتھڑے چہرے لیے بھوتوں کی طرح کمرے کے بیچوں بیچ کھڑے تھے۔ان تینوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا اور غازی ہاؤس ان کے فلک شگاف قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

انسان کبھی بھی اکیلا نہیں ہوتا،اسے تکلیف دینے کے لیے اس کا ماضی ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے،فون دیکھتے ہوئے،کوئی مخصوص پیغام بھیجتے ہوئے،کتاب پڑھتے ہوئے،خدا کو یاد کرتے ہوئے،بارش میں ٹہلتے ہوئے،نیز ہر اس مقام پر جہاں وہ کمزور پڑتا ہے۔

اپنے بستر پہ بیٹھی وہ لڑکی جو ماضی میں گم تھی،بے حد سوگوار لگتی تھی۔

وہ رات تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بیس دسمبر کی۔

آفاق بیگ اپنا سارا سامان سامنے پڑے سوٹ کیس میں ڈال رہے تھے۔ دیوار کے ساتھ لگی وہ بارہ سالہ لڑکی نم آنکھوں کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ مگر آگے جا کر باپ کو روکنے کی ہمت نہیں کر سکی تھی۔ کس مان سے روکتی۔

وہ من چاہی نہیں تھی۔

آفاق بیگ کے ساتھ کھڑی صفیہ بیگم نے گڑگڑاتے ہوئے التجائیں کی تھیں۔ واسطے دے کر روکنے کے کوششیں کی تھیں مگر سب بے سود۔

کیونکہ جب مرد کسی چیز کا اٹل فیصلہ کر لے تو اس سے پھر جانا اس کی انا پہ کاری ضرب ثابت ہوتی ہے اور مرد ہر چیز برداشت کر سکتا ہے مگر اپنی انا کی توہین نہیں۔

آفاق بیگ نے اپنا ہاتھ صفیہ بیگم کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے سوٹ کیس اٹھایا اور خاموشی سے چلے گئے۔ نہ کوئی شور شرابہ ہوا اور نہ ہی کوئی تماشہ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

انہوں نے یہ کہہ کے کنارہ کشی اختیار کی تھی کہ وہ انہیں بیٹا نہیں دے سکی تھیں۔وہ انہیں وارث نہیں دے سکتی تھیں۔اس لیے انہوں نے اپنی ساتھی کولیگ کی جانب سے شادی کا عندیہ قبول کرلیااوراب وہ ان کے ساتھ ہی جرمنی شفٹ ہورہے تھے۔

وہ تواپنی طرف سے ایک معقول وجہ بتا کرراستہ الگ کر چکے تھے مگران لوگوں کی زبانیں کون بند کرتاجودن رات اسی بات پہ تبصرے کرتے پائے جاتے۔

ان کے گھر سے کبھی کسی لڑائی جھگڑے کی آواز نہیں آئی تھی۔وہ ایک خوشحال اورآئیڈیل گھرانہ تھا۔پھریہ سب اچانک کیسے ہوااورکیوں؟لوگوں کے یہ سوالات سن سن کروہ عاجزآچکی تھیں۔آخرکارانہوں نے اپناگھربیچااورشہر چھوڑکرلائل پورکے ایک چھوٹے سے قصبے "پینسرہ"میں آبسیں۔

www.novelsclubb.com

گھربہت بڑانہ سہی مگرصاف ستھراتھا۔صفیہ بیگم نے لوگوں کے کپڑے سلائی کرناشروع کردیے۔انہیں اپنی بیٹی کوپڑھانالکھاناتھا۔آخران کی بیٹی کسی بھی طرح بیٹے سے کم نہیں تھی۔یہ آنے والے وقت نے ثابت کرناتھا۔

گریجوایشن مکمل کرنے کے بعداب وہ جاب کی تلاش میں تھی۔مگرآج کل جوتیاں گھسائے بغیرنوکری مل جانامعجزہ خداسے کم نہیں تھا۔

جاب کی تلاش کے ساتھ ساتھ اس نے کچھ آنلائن کام شروع کیے تھے۔دن بھر گھر کے کام کرنے کے بعد شام میں بچوں کو پڑھاتی اور ساتھ ہی اپنی ورکنگ کرتی وہ آج کی ایک مکمل اور کامیاب لڑکی نظر آتی تھی۔

لیکن ہر تصویر کے دورخ ہوتے ہیں۔نظر آنے والا رخ ہمیشہ سچائی پہ مبنی نہیں ہوتا۔اکثر اوقات دلخراش حقائق اس نظر نہ آنے والے رخ میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"گڑیا مجھے بازار جانا ہے۔اگر تمہیں کچھ چاہیئے تو مجھے بتادو۔"

برآمدے سے صفیہ بیگم کی آواز ابھری۔

"امی آپ اکیلی بازار کیوں جارہی ہیں؟"بچوں کے ساتھ سر کھپاتی وہ متفکر لہجے میں گویا ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ارے اکیلی کہاں۔ ساتھ والی ثریا آپا کو اپنے نواسے کے لیے خریداری کرنی ہے۔ بس انہی کے ساتھ جا رہی ہوں۔" وہ جوتے پہن رہی تھیں۔

"اب بول بھی چکو۔ عید کے لئے کیا لینا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں امی۔ آپ اپنے لیے دیکھ لیجیے گا۔ مجھے کچھ نہیں لینا۔" وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔

"کیوں بیٹا یہ تو خوشی کا موقع ہے۔" انہوں نے کہا۔

"تہوار ہر کسی کے لیے خوشیاں نہیں لاتے۔ کچھ کے لیے یہ لاتے ہیں تو اپنوں کے جانے کا دکھ، تلخ رویوں کی تکالیف اور اذیت بھری یادیں!" وہ کڑوی ہوئی تھی۔

"لیکن بیٹا یہ تہوار تو ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تحفے کے طور پہ دیے ہیں۔ اور تحفے کی ناقدری نہیں کرتے۔

رب جس حال میں رکھے خوش رہنا چاہیے۔ بلاوجہ کی نفرتیں انسان کو کھا جاتی ہیں۔"

وہ نرمی سے اسے سمجھانے لگیں۔

"مجھے آسائشوں کی خواہش کبھی نہیں ہوئی۔ مگر راحتیں تو ہر انسان چاہتا ہے لیکن میری زندگی میں سکون سے زیادہ وحشت ہے۔ آسانیوں سے زیادہ مشکلات ہیں"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لہجے میں تھکان تھی۔ کئی سالوں کی تھکن۔

"زندگی اسی کا نام ہے"

صفیہ بیگم بولیں۔

"ہنہہ" وہ بحث نہیں کرنا چاہتی تھی سو سر جھٹک کر بچوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

صفیہ بیگم تھکے تھکے سے انداز میں دروازے کی جانب بڑھنے لگیں۔اس کے ایسے رویے پہ وہ ہر بار افسردہ ہو جایا کرتی تھیں۔وہ سمجھدار لڑکی اکثر ضد میں آکر اپنا نقصان کر بیٹھتی تھی۔وہ دل سے اسکی ہدایت کے لیے دعا گو تھیں۔

www.novelsclubb.com

"شیرازی انٹرپرائزز" کے دوسرے فلور پہ واقع آفس میں عمیس کھڑا دکھائی دیتا تھا۔ گرے پینٹ اور وائٹ پلین شرٹ میں ملبوس،ٹائی باندھے وہ اک خوش شکل مرد تھا۔اسکی سرمئی

آنکھیں مقابل کی توجہ کھینچتی تھیں۔ بازوؤں کو کہنی تک موڑے وہ سامنے کھڑے فرد کو انتہائی انہماک سے سن رہا تھا۔

"مسٹر عمیس! آپکو ایک کلائنٹ سے میٹنگ کے لیے جانا ہے۔ جگہ کے بارے میں آپکو انفارم کر دیا جائے گا۔ تیار رہیے گا۔" سیکریٹری نے دروازے سے جھانک کر اسے مخاطب کیا۔

"تیار ہو جائیں۔ بندہ پوچھے ہمیں کلائنٹ سے میٹنگ کے لیے جانا ہے یا لڑکی دیکھنے۔" اس کے کولیگ اسد نے آنکھیں گول گول گھماتے ہوئے کہا۔

"یہ زمہ داری تو گھر والوں کی ہے" اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔

"گھر والوں کے سہارے رہو گے تو کنوارے رہو گے" اس نے رازدارانہ سرگوشی کی۔

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔" دوسری طرف اطمینان ہی اطمینان تھا۔

"نہ ڈھولا ہو سی نہ رولا ہو سی۔" عمیس نے اپنی بات کو خاصا انجوائے کیا تھا۔

"بیٹا جی ایک دفعہ تمہارا یہ ڈھولا مل جانے دو پھر دیکھنا کیسے کیسے رولے ہوں گے؟" اسد نے منہ پہ ہاتھ پھیر کر اسے انگلی دکھائی۔

عمیس مسکرایا۔ تبھی ذہن کے پردے پہ ایک شبیہ لہرائی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"رولے تو ابھی بھی بہت ہیں بھئی!" وہ بڑبڑایا تھا۔

"خدا کرے تمہارے ہونے والے بچوں کی والدہ محترمہ تمہیں جلد ہی مل جائیں جو آفس فون کر کے تمہیں کہیں اجی آفس سے واپسی پر چھوٹے کے ڈائپر لیتے آئیے گا" اسد مٹک مٹک کر کہہ رہا تھا۔

عمیس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ گھڑی پہ نظر ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔ لیپ ٹاپ بیگ میں رکھا تبھی میسیج ٹون بجی۔ اسکرین پہ نگاہ دوڑائی تو باس کی طرف سے ملنے والا پیغام جگمگا رہا تھا۔

ایڈریس پڑھ کر اس نے فون واپس رکھ لیا۔ اسد سے مصافحہ کرتے اپنا لیپ ٹاپ بیگ اٹھائے وہ دروازے کے طرف بڑھا۔ اس بات سے انجان کہ قدرت اس کے لیے کیا سوچ بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

عید نزدیک آگئی تھی۔دکانیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔بازار میں جیسے گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا۔تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔

ایسے میں مسلسل پچھلے دو گھنٹوں سے چلتی صفیہ بیگم تھک گئیں تھیں۔ٹانگیں اکڑنے لگی تھیں۔وہ اک دکان کے سامنے پڑے بینچ پہ زرا دیر سانس لینے کو رکیں۔

ثریا خاتون انہیں وہیں ٹھہرنے کی تلقین کرتی لمحوں میں آنکھ سے اوجھل ہوئی تھیں۔

کچھ دیر بعد جب وہ اپنے حواس میں لوٹیں تو دماغ نے کام کرنا شروع کیا۔سڑک کی دوسری جانب موجود مارکیٹس میں انہیں ایک جیولری کی دکان دکھائی دی تھی۔

گڑیا کے لیے کچھ خریدنے کی غرض سے وہ اٹھیں۔ابھی چند قدم ہی چلی ہوں گی جب ایک تیز رفتار گاڑی ان سے ٹکرائی۔

انہیں زوردار چکر آیا اور وہ اوندھے منہ زمین پہ گریں۔

آنکھیں بند ہونے سے پہلے انہوں نے ایک سرمئی آنکھوں والے شخص کو تیزی سے اپنی جانب آتے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

کمرے میں پڑے بیڈ پہ ایک خاتون نیم دراز تھیں۔سامنے موجود بینچ پہ براجمان عمیس انہیں دیکھ رہا تھا۔

ان کی ٹانگ اور سر پہ شدید چوٹیں آئیں تھیں۔اس وقت وہ غنودگی میں تھیں۔

"ان کے گھر میں سے کسی کو انفارم کرنا چاہئیے" وہ خود کلامی کرتا کھڑا ہوا۔

خاتون کے پاس ایک پرس تھا۔پرس کھنگالنے پہ اسے ایک موبائل ملا۔موبائل بغیر پاسورڈ کے تھا۔چند کلک کرتے ساتھ ہی کال لاگ کھلی۔

سب سے اوپر معاویہ نام جگمگا رہا تھا۔اس نے نام کو کلک کیا اور فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم!" کال ریسیو ہوتے ہی اس نے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ ایک انتہائی غیر ذمہ دار اور لاپرواہ انسان ہیں۔ آپکی والدہ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور آپ ان کے ساتھ تک نہیں تھے۔

جتنی جلدی ہو سکے آپ اسپتال پہنچیں۔ شکریہ۔"

مقابل کو کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر وہ کہتا چلا گیا۔ اسپتال کا نام اور پتہ بتانے کے بعد اس نے موبائل واپس پرس میں ڈال کر پرس وہیں رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے سے باہر نکلا۔ ابھی وہ ریسیپشن پہ پہنچا ہی تھا جب اس نے ایک لڑکی کو انتہائی تیزی سے ریسیپشن سے کمرے کی جانب بڑھتے دیکھا تھا۔ وہ حیران ہوا۔

وہ الٹے قدموں پلٹا۔ کمرے میں داخل ہوا۔ سیاہ عبایہ پہنے وہ لڑکی نم آنکھیں اور سرخ پڑتی ناک لیے اس خاتون کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔

عمیس نے ایموشنل سین ختم ہونے کا انتظار کیا۔

دو منٹ کے طویل انتظار کے بعد آخر کار اس نے کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"میم! اگر آپ کے ساتھ کوئی مرد ہے تو برائے مہربانی مجھے ان سے ملوا دیں تاکہ میں انہیں تمام تفصیلات بتا سکوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آپ مجھے بتادیں جو بھی بتانا ہے۔"لڑکی نے جواب دیا۔

"دیکھیے یہ ان کی کچھ رپورٹس ہیں جن کے مطابق انہیں شوگر ہے۔ان کے سر اور ٹانگ پہ چوٹیں آئیں ہیں۔ صحتیاب ہونے میں چند دن لگیں گے۔آپ ان کی دیکھ بھال کیجیے گا اور معاویہ صاحب کو کچھ شرم دلائیے گا۔"

وہ اسے فائل تھماتا پھر سے معاویہ کی تعریف کر گیا تھا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔یہ آپ کا ہم پہ احسان رہے گا۔"وہ نم لہجے میں بولی تھی۔

"قدرت ہر کسی کو احسان چکانے کا موقع دیتی ہے بشرطیکہ آپ احسان فراموش نہ ہوں۔" عمیس کا لہجہ عجیب تھا۔

"جی؟!"اس نے ناسمجھی والے انداز میں آنکھیں اٹھائی تھیں اور مقابل کو ساکت کیا تھا۔

پانی سے بھرے ان نین کٹوروں پہ نظر پڑتے ہی وہ ڈھیلا پڑا تھا۔نگاہ پلٹنا بھول گئی تھی۔لمحوں کا کھیل تھا اور عمیس شاہ ہار گیا تھا۔شاید۔نہیں۔یقیناً۔

"کچھ نہیں۔آپ ان کا خیال رکھیے گا۔اور اپنا بھی۔"آخری تین الفاظ زیر لب ادا کیے۔

"شکریہ"وہ پھر مشکور ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

عمیس نے سر کو خم دیا۔

اک تکان بھرا دن ختم ہونے کو تھا۔

اک نئی داستاں شروع ہونے کو تھی۔

"اللہ خیر کرے۔ عمیس اتنا لیٹ کبھی نہیں ہوا۔" منزہ غازی متفکر لہجے میں بولتی یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھیں۔

"بھائی!!!۔" سبطین جو کہ باہر کی طرف قدم بڑھا رہا تھا، عمیس کو گیٹ سے اندر داخل ہوتے دیکھ کر فرط جذبات سے چلایا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم؟" احد غازی پریشان تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ایک ایمر جنسی میں پھنس گیا تھا۔"ذہن کے پردے پہ وہ نم آنکھیں لہرائی تھیں۔

"اور فون؟ نہیں اٹھانا ہوتا تو بیچ کر چند کبوتر رکھ لو۔"منزہ غازی برسی تھیں۔

"بیچ کر پتیسہ لے لیں گے پھر پارٹی کریں گے۔"ثقلین کو کھانے کی سوجی تھی۔

"بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی۔"ثقلین کو گھورتا، سر کھجاتا وہ منزہ غازی کو مطلع کر رہا تھا۔

"اچھا چلو اب آؤ کھانا کھا لیں۔"۔وہ ایک ساتھ ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھے تھے۔

اس پیارے سے منظر کو دو نیلی آنکھوں نے نفرت سے دیکھا تھا۔وہ زینب تھی۔اسے عمیس سے نفرت تھی۔۔بے حد نفرت۔

اسے یاد تھا وہ دن جب ان نفرت بھرے جذبات اور منفی سوچوں نے اس کے ذہن میں اپنی جگہ بنائی تھی۔

وہ اتوار کا دن تھا۔سب بچے گھر پہ موجود تھے۔ان سب کی فرمائش پہ منزہ غازی نے کیک آرڈر کیا تھا۔

وہ سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے کیرم کھیل رہے تھے۔جب دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔

منزہ غازی نے دروازہ کھولا۔کچھ دیر بعد وہ کیک سمیت وہاں موجود تھیں۔

بچے کیرم سمیٹ کر ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔اپنی اپنی نشستیں سنبھالنے کے لیے وہ صوفوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

عمیس کا پاؤں کارپٹ میں رپٹا اور وہ الجھ کر کیک سمیت زمین بوس ہو گیا۔فرش پہ گرا پڑا کیک اپنی ناقدری پہ ماتم کناں تھا۔

عمیس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھی۔

"زینب بیٹا آپ اپنا کیک بھائی کو دے دیں۔آپ کو تو ویسے بھی میٹھا زیادہ پسند نہیں ہے۔" منزہ غازی زینب سے مخاطب ہوئیں۔

زینب ٹھہر سی گئی تھی۔

وہ لاڈلی تھی اور لاڈلوں نے کبھی شراکت کرنا تو سیکھا ہی نہیں!

اس نے ننھے سے دل پہ پتھر رکھ کر اپنی پلیٹ عمیس کو تھمائی۔وہ ایسا کرنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن پھر بھی اس نے کیا۔

بظاہر یہ ایک معمولی سی بات تھی۔مگر زینب کے دل میں کہیں رہ گئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حالات کی ستم ظریفی کہیں یا تقدیر کی کوئی سازش۔۔۔۔بعد ازاں ایسے حالات پیدا ہوتے گئے کہ زینب کے دل میں عمیس کے لیے نفرت بڑھتی ہی چلی گئی۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔اسپتال سے باہر آتا عمیس سامنے سے اک خاتون سے بری طرح ٹکرایا تھا۔

"معاف کیجیے گا۔"اس خاتون پہ نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔وہ یقیناً وہی تھیں جنہیں دو دن پہلے وہ اسی اسپتال میں لایا تھا۔

"السلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ؟اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟"اس نے نرمی سے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"معذرت کے ساتھ بیٹا میں نے آپ کو پہچانا نہیں؟" وہ کہہ رہی تھیں جبکہ عمیس کو دھچکا لگا تھا۔ کیا مطلب انہیں وہ یاد نہیں تھا؟!

وہ عمیس شاہ کو بھول گئیں تھیں۔ عمیس شاہ کو؟!

جس پہ ایک غیر ارداری نظر اٹھنے کے بعد کئی نظریں ارادی طور پہ اٹھتی تھیں۔

"آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو میں آپ کو اسپتال۔۔۔۔" ابھی جملہ مکمل نہیں ہونے پایا تھا جب وہ کہہ اٹھی تھیں۔

"اچھا اچھا تو وہ مہرباں شخص تم ہو؟" انہیں یاد آیا تھا۔

"جی" جواب مختصر تھا۔

"پہلے سے بہتر ہوں بیٹا۔ آؤ ہمارا گھر نزدیک ہی ہے۔ اگر تم آؤ گے تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔"

ان کے لہجے میں مان تھا۔

عمیس چاہنے کے باوجود انکار نہ کر سکا۔

"جی چلیے" خاتون کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"آپ کا نام کیا ہے بیٹا؟" پہلا سوال آیا۔

www.novelsclubb.com

"عمیس شاہ۔" نپا تلا جواب۔

"کہاں رہتے ہو؟" اگلا سوال۔

"ستیانہ روڈ۔" لہجے میں نرمی در آئی تھی۔

"کیا کام کرتے ہو؟" تفتیش شروع ہو چکی تھی۔

"جی میں شیرازی انٹرپرائزز کمپنی کا سی ای او ہوں اور ساتھ کچھ آنلائن کام وغیرہ بھی کرتا ہوں!" اس نے تفصیل سے بتایا تھا۔

"ماشاءاللہ۔"

چلتے چلتے وہ ایک سادہ مگر خوبصورت سے گھر کے سامنے آرکے تھے۔اس نے اندر قدم رکھا۔ چھوٹا سا صحن ایک کمرے کے ساتھ ملحق تھا۔

اس کمرے کی بائیں جانب ایک اور کمرہ تھا۔سامنے ایک اوپن کچن تھا جہاں کا منظر صحن سے بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

صحن کے ایک کونے میں غسل خانہ تھا۔عمیس نے ایک سے دوسری نظر میں پورے گھر کا تفصیلی جائزہ لے لیا تھا۔خاتون اسے لیے آگے بڑھیں۔

www.novelsclubb.com

"معاویہ بیٹاذرا باہر آنا۔" انہوں نے آواز لگائی تھی۔

عمیس باہر آنے والی ہستی کی عزت افزائی کرنے کے خیال سے چوکنا ہوا تھا۔

"جی امی!" آواز پہ اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھااور گنگ رہ گیا تھا۔ مقابل نے کچھ بولنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا تھا۔

"یہ معاویہ ہے؟" بمشکل تین لفظ ادا ہوئے تھے۔

"معاویہ یہ عمیس ہے جس نے ہماری مدد کی اور عمیس بیٹا یہ میری بیٹی ہے معاویہ۔" انہوں نے تعارف کے مراحل طے کیے تھے۔

"السلام و علیکم!" معاویہ مخاطب ہوئی تھی۔ عمیس کے چہرے پہ شرمندگی کے تاثرات اور اس کا یوں حیران نگاہوں سے معاویہ کو دیکھنا اسے بہت لطف دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کیونکہ معاویہ کی شان میں قصیدے پڑھتے وقت یقیناً وہ اس بات سے انجان تھا کہ معاویہ کون ہے؟

اب معلوم ہونے وہ خفت کا شکار نظر آتا تھا۔ معاویہ بے اختیار مسکرائی تھی۔

"و علیکم السلام۔"

آواز دھیمی تھی۔معاویہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کسی اجنبی کی وجہ سے مسکرائی تھی ورنہ اسے گردش دوراں پہ کڑھنے سے فرصت ہی کہاں تھی۔

کچن کی جانب بڑھتے ہوئے کسی خیال کے تحت اس نے سر اٹھایا تھا اور اسے خود کی جانب دیکھتا پا کر سٹپٹائی تھی۔عمیس کی سرمئی آنکھیں چمکیں تھیں۔

"کسی قسم کے تکلف کی ضرورت نہیں ہے! میں بس نکلنے والا ہوں۔"وہ صفیہ بیگم کی جانب رخ موڑے قدرے بلند آواز میں بولا تھا۔

"نہیں بیٹا تکلف کی کوئی بات نہیں ہے۔آپ بیٹھیں معاویہ ابھی آجائے گی۔"

وہ صحن میں بیٹھا ان سے محو گفتگو چپکے سے اک نظر کچن میں کام کرتی معاویہ پہ بھی ڈال لیتا تھا۔

ایک دم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔معاویہ چائے کے برتنوں کے ساتھ نمودار ہوئی تھی۔

پہلا گھونٹ بھرتے ہی وہ دل میں اس کے ہاتھ کے ذائقے سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ویسے ہماری کمپنی میں اکاؤنٹنٹ کی کچھ سیٹس نکلی ہیں۔انٹرویو کل ہے۔اگر آپ آنا چاہیں تو؟!"بظاہر وہ صفیہ بیگم کی جانب چہرہ کیے معاویہ سے مخاطب تھا۔

"واقعی؟!"وہ خوش ہوئی تھی۔روشن مستقبل کی ایک امید نظر آئی تھی۔

"جی۔آپ میرا نمبر لے لیں۔میں آپ کو کمپنی کے باری میں تمام تفصیلات وغیرہ بتادوں گا۔مجھے کہیں جانا ہے۔ویسے بھی بہت دیر ہو چکی ہے۔"

وہ چائے کا کپ رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ بیٹا۔"صفیہ خاتون مشکور ہوئی تھیں۔

وہ ایک سرسری سی نظر معاویہ پہ ڈالتا،ان سے دوبارہ آنے کا وعدہ کرتے وہاں سے رخصت ہوا تھا۔

معاویہ خوش تھی۔اگر اسے یہ نوکری مل جاتی تو زندگی مزید سہل ہو سکتی تھی۔اچھے دن آنے والے تھے۔

حالات بدلنے والے تھے اور شاید زندگی بھی!

www.novelsclubb.com

گھر میں داخل ہوتے ہی اسے غیر معمولی خاموشی کا احساس ہوا تھا۔ ثقلین گھر پہ ہو اور اتنی خاموشی ہو دونوں باتوں کا ایک ساتھ وقوع پذیر ہونا ناممکنات میں سے تھا۔

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی اس کے حواس مختل ہوئے تھے۔ منزہ غازی نم آنکھوں، پریشان چہرے کے ساتھ سر تھامے بیٹھی تھیں۔

ان کے پاس کھڑا ثقلین خاموش تھا۔

عمیس اندازہ نہیں کر سکا کہ وہ افسردہ تھا یا سنجیدہ۔

"کیا ہوا سب خیریت تو ہے نا؟" عمیس پوچھتے ہوئے آگے آیا۔

"بھائی" ثقلین کا لہجہ رندھا ہوا تھا۔ عمیس کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"زینب آپی اپنی کسی دوست کے گھر گئی تھیں اور ابھی تک واپس نہیں آئیں۔" نم لہجے میں اطلاع دی گئی۔

عمیس کا دماغ بھک سے اڑا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ زینب ابھی تک گھر نہیں آئی تھی۔

"مجھے فون کیوں نہیں کیا؟ میں مر گیا تھا جو مجھے بتانے کی زحمت کرنا گوارا نہیں کی کسی نے؟" وہ شعلہ بار نگاہوں سے ثقلین کو دیکھتے دھاڑا تھا۔

"بب۔۔۔ بھائی ہمیں لگا آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں ہو گا۔ ویسے بھی سبطین بھائی آپی کو ڈھونڈنے گئے ہوئے ہیں۔" وہ گھبرایا تھا۔

"میں چاہے کتنا ہی مصروف ہوں زینب کے لیے میں تمام کام چھوڑ کر آ سکتا تھا۔ زینب کسی بھی کام سے زیادہ اہم ہے۔" وہ لفظ چباتا بولا تھا۔

"جاؤ گاڑی کی چابیاں لے کر آؤ۔ اور ہاں چچا جان کو مت بتانا، وہ خوامخواہ پریشان ہوں گے۔ ان شاءاللہ زینب مل جائے گی۔" وہ مضبوط لہجے میں گویا تھا۔

ثقلین نے چابیاں اس کے حوالے کیں۔ چابیاں تھامتے ثقلین کو ماما کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا وہ فوراً دروازہ کی جانب بڑھا تھا۔ گاڑی نکال کر وہ زن سے لے اڑا تھا۔

کچھ یادیں انتہائی غلط وقت پر دماغ کی اسکرین پر ابھرتی ہیں۔اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

اسے یاد تھا وہ دن۔۔۔۔۔

جب اس نے زینب کو اسکول کے سب سے بد تمیز اور آوارہ لڑکے کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے دیکھا تھا۔وہ منظر دیکھ کر عمیس کا خون کھول اٹھا تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا تھا اور بنا کچھ بولے زینب کا ہاتھ تھام کر تقریباً اُسے کھینچتا ہوا نسبتاً ایک پر سکون گوشے میں لے آیا تھا۔

"تم اس سے بات کیوں کر رہی تھیں؟ کیا تم نہیں جانتی کہ وہ کس خصلت کا انسان ہے؟" عمیس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زینب کا حشر نشر کر دے۔

"مم میرا ہاتھ چھوڑیں۔درد ہو رہا ہے" وہ گھٹی سی آواز میں بولی تھی۔

عمیس نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی اپنی مضبوط گرفت سے آزاد کی تھی۔زینب نے آنکھوں میں پانی لیے اپنی سرخ پڑتی کلائی کو دیکھا تھا۔جہاں عمیس کی انگلیوں کے نشانات ثبت تھے۔ نیلی آنکھوں کے کونے بھیگنے لگے تھے۔بچپن سے اب تک رونما ہونے والے تمام واقعات ذہن پہ ابھرے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یادوں نے غلط وقت پہ ذہن کی دہلیز پہ دستک دی تھی۔

وہ آگے بڑھی۔چٹاخ کی آواز آئی تھی۔

اس نے زوردار تھپڑ عمیس کے چہرے پہ رسید کیا تھا۔

وہ گال پہ ہاتھ رکھے ساکت کھڑا تھا۔

"آپ ہوتے کون ہیں میری زندگی اور میرے معاملات میں مداخلت کرنے والے۔ بچپن سے اب تک میں ہر جگہ آپ کی حکومت تسلیم کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔میں آپ کو کوئی بھی وضاحت دینے کی پابند نہیں ہوں لیکن پھر بھی آپ کو اس بات سے آگاہ کرتی چلوں کہ اس نے مجھ سے بدتمیزی کی تھی اور مجھے ان بدتمیزیوں کا اچھے سے جواب دینا آتا ہے۔میں اسی کو ڈیل کر رہی تھی۔

لیکن آپ جیسے مردوں کی خصلت ہے ہر کسی کو اپنے جیسا رنگین اور عیاش سمجھنا،شک کرنا۔" بولتے بولتے اس کی نسیں ابھرنے لگی تھیں۔

"آئندہ مجھ سے دور رہیے گا اور میرے کسی بھی کام میں مداخلت کرنے سے پہلے ہزار بار سوچیے گا۔"اس نے انگلی اٹھا کر دھمکی دی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

عمیس شل کھڑا تھا۔اسے اس کے تھپڑ سے زیادہ الفاظ نے تکلیف دی تھی۔وہ اس کے بارے میں یہ سب سوچتی تھی۔

ہاتھ سے دیا جانے والا زخم تو بھر جاتا مگر لفظوں کی اذیت وہ کیسے بھلاتا جنھوں نے روح تک زخمی کردی تھی۔

اس نے گھر جا کر فوراً ماما سے بات کرنے کی ٹھانی تھی۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔اس روز گھر جاتے ہی اس نے انہیں پاس بٹھایا تھا اور تھپڑ والی بات گول کرتے انہیں سارا واقعہ سنایا تھا۔

انہیں زینب کا اسکول بدلنے کا مشورہ دے کر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

منزہ غازی نے زینب کو بھی اس بات سے مطلع کردیا تھا۔جب تک کسی اور اسکول میں ایڈمیشن نہ ہو جاتا،اس کو گھر رہنے کے لیے کہا گیا تھا۔

بظاہر ایک معمولی سی بات تھی مگر زینب نے اس کو انا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔

اور جب عقل پہ پردے پڑ جائیں تو کسی کا ایک لفظ ہی اس سے نفرت اور حسد کرنے کے لیے انسان کو تیار کر دیتا ہے!

www.novelsclubb.com

گاڑی کو بریک لگا تھا۔وہ ہوش میں آیا تھا۔جی ٹی ایس روڈ پہ کھلے آسمان تلے کھڑا عمیس سرخ آنکھیں لیے ہوئے تھا۔

اس نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا تھا۔دل شدت غم سے نڈھال تھا۔اس نے زینب کے مل جانے کی دعا مانگی تھی۔

"ہاہاہاہا" دور کہیں سے کچھ نو عمر شیطانی قہقہوں کی آواز آئی تھی۔

عمیس نے آواز کی سمت دیکھا تو کچھ فاصلے پہ اسے ایک دائرہ بنائے،،اول جلول حلیے میں کھڑے چند لڑکے نظر آئے۔دائرے کے اندر کھڑا وجود سیاہ عبایے میں لپٹا تھا۔عمیس چونکا تھا۔اس نے خود ہی اپنے خدشے کی تردید کی تھی۔

جانے کس احساس کے تحت اس نے قدم بڑھائے اور اس سمت چلنے لگا۔

چند قدموں کی مسافت کے بعد اسٹریٹ پولز کی روشنیوں میں نظر آتے اس چہرے کو دیکھ کر عمیس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی تھی۔

وہ زینب تھی۔

اس کا تنفس تیز ہوا تھا۔آنکھوں میں لہو اترا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رفتار میں تیزی آئی تھی۔

ان کے قریب پہنچتے ہی زینب کے سامنے کھڑے لڑکے کو اس نے گدی سے پکڑ کے پیچھے کی جانب کھینچا تھا۔اس اچانک افتاد پہ وہ سب بوکھلائے تھے۔

عمیس نے ایک زوردار گھونسہ اس کے چہرے پہ رسید کیا۔ گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں دے مارا تھا۔وہ درد سے بلبلا اٹھا تھا۔

بس اتنے میں ہی وہ سب ڈر کر بھاگ نکلے تھے۔ عمیس نے مڑ کر دو فٹ کے فاصلے پہ کھڑی زینب کو دیکھا تھا۔وہ کپکپا رہی تھی۔ عمیس کے دل کو کچھ ہوا۔

اس نے آگے بڑھ کر زینب کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا۔زینب نے جھلملاتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔آنکھوں میں نمی کے باعث عمیس کا چہرہ دھندلا گیا تھا مگر دل پہ اٹی گرد ختم ہوئی تھی اور اسے منظر شفاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر لب بری طرح تھرتھرائے تھے۔ عمیس نے اس کا ہاتھ تھپکا اور اسے گاڑی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی وہ فون کان سے لگا چکا تھا۔ ثقلین نے فون اٹھایا تھا۔ انہیں زینب کے مل جانے اور اپنے آنے کی اطلاع دے کر اس نے فون ڈیش بورڈ پہ ڈال دیا اور گاڑی کی رفتار بڑھادی۔

"اپیا۔" گیٹ کے سامنے چکر کاٹتا ثقلین زینب کو دیکھتے ہی چلایا تھا۔

وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گیا تھا۔ منزہ غازی بھی بھیگی آنکھیں لیے اسے چومتی جارہی تھیں۔

عمیس نے انہیں اندر چلنے کے لیے کہا۔ اندر پہنچ کر اس نے زینب کو کمرے میں بھیجا اور خود ان سب کو لے کر وہیں بیٹھ گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"وہ اس وقت کوئی بھی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔اس سے کسی قسم کا کوئی سوال مت کیجیے گا۔وہ صبح تک سنبھل جائے گی۔" انہیں تاکید کرتا وہ اٹھا تھا۔

"شکریہ بھائی!" سبطین بولا تھا۔

"تم سب مل کر مجھے تیسرا فرد ثابت کرنے پہ تل گئے ہو۔" وہ مصنوعی غصے سے کہہ رہا تھا۔

"زینب میری بھی بہن ہے بلکہ میرے لیے بہنوں سے بڑھ کر ہے۔اس کے لیے عمیس شاہ بنا ایک لمحے کی تاخیر کیے اپنی جان بھی داؤ پر لگا سکتا ہے۔" اس کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔

"اس لیے یہ شکریہ وغیرہ کی فارمیلٹی میرے ساتھ نہ کیا کرو۔" وہ اس کے سر پہ چپت لگاتا انیکسی کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی اس نے اپنا فون چارجنگ پہ لگایا اور خود کپڑے نکال کر فریش ہونے چلا گیا۔

باہر آکر اس نے بستر ٹھیک کیا اور موبائل لے کر نیم دراز ہو گیا۔

واٹس ایپ کھولی تو ایک انجان نمبر سے "السلام علیکم" کا جملہ چمک رہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔جی کون؟" سوال بھیجا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں معاویہ بات کر رہی ہوں۔" نیلے نشان کے آتے ساتھ ہی پیغام ابھرا تھا۔

عمیس بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

"جی جی کہیے" وہ مؤدب ہوا تھا۔

"دراصل مجھے کمپنی کی تفصیلات اور ایڈریس وغیرہ لینا تھا۔" اس نے رابطے کا مقصد بیان کیا۔

"جی بہتر!" اسے تمام تفصیلات مہیا کرتے اس نے تاکید کی تھی۔

"انٹرویو کل دس بجے ہے۔ وقت کی پابندی لازمی ہے"

"جی ان شاءاللہ میں وقت پہ پہنچ جاؤں گی۔" اس نے یقین دہانی کرائی تھی۔

"چلیں کل ملاقات ہوگی۔ خدائے پامان!" آخری پیغام بھیجا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

دوسری جانب سے کوئی پیغام وصول ہونے کے بجائے اس کے بھیجے میسیج پہ ایک کالا دل ابھرا تھا۔

عمیس نے ٹھنڈی سانس کھینچی تھی۔

کالا ہی سہی!! دل تو تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شیرازی انٹرپرائزز کے دوسرے فلور پر اس وقت خاموشی تھی۔آفس کے سامنے موجود سٹنگ ایریا میں کرسیاں نفاست سے رکھی گئیں تھیں۔ان میں سے ایک پہ وہ براجمان تھی۔کاسنی رنگ کے عبایہ میں ملبوس،، سفید جوگرز پہنے ہاتھ میں سی وی تھامے پاؤں جھلاتی وہ پر اعتماد نظر آتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"معاویہ بیگ آپ ہیں؟!"آفس سے نکلنے والے ملازم لڑکے نے آواز لگائی تھی۔

"نہیں! یہ سامنے والی کرسیوں پہ جو دس بارہ لڑکیاں بیٹھی ہیں ان میں سے کسی سے پوچھ لو۔" ہاتھ جھلا کر جواب دیا۔

اس لڑکے نے پوری آنکھیں کھول کے پہلے ان خالی کرسیوں کو دیکھا اور پھر معاویہ کو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"باجی مخول نہ کریں۔"اس نے کہا تھا۔

"شروع کس نے کیا تھا؟"وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکاتی اس کے پاس سے نکل کر آفس کی جانب بڑھی۔

"مے آئی کم ان سر؟"دروازہ کھٹکھٹا کر اجازت طلب کی۔

"یس پلیز!"ایک سنجیدہ آواز گونجی تھی۔

وہ اندر داخل ہوئی۔پر سکون ماحول میں میز کی دوسری جانب تین افراد پہ مشتمل انٹرویو پینل بیٹھا تھا۔مرکزی کرسی پہ عمیس شاہ براجمان تھا۔معاویہ کو دیکھ کر سر کو نا محسوس انداز میں خم دیا۔

"آیئے تشریف رکھیے!"کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ سامنے بیٹھی اور اپنی سی وی میز پہ دھر دی۔سی وی کا جائزہ لینے کے بعد عمیس کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھے افراد نے سوالات کی بارش کر دی تھی۔وہ پر سکون انداز میں ہر سوال کا جواب دے رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس سارے عمل کے دوران عمیس خاموش رہا تھا۔انٹرویو اختتامی مراحل میں تھا جب وہ کھنکھارا تھا۔

"تو مس معاویہ !اور بھی بہت سے امیدوار ہیں جن کے پاس تجربہ بھی ہے اور صلاحیتیں بھی۔ ان سب میں سے آپ کو فوقیت دینے کی کوئی ایک وجہ بتائیں؟آپکی کوئی ایسی صلاحیت جس کی بنا پہ ان سب میں سے آپکو ترجیح دی جائے؟!"

معاویہ مسکرائی تھی۔لمحاتی تاخیر کے بعد وہ گویا ہوئی۔

"میری اس صلاحیت کو پہچان کر ترجیح دینا ہی تو آپکی ذمہ داری ہے۔اس ایک خوبی کو تلاش کرنا آپکا کام ہے،میرا نہیں!"پراعتماد انداز تھا۔

www.novelsclubb.com

عمیس متاثر ہوا تھا۔

بے شک وہ لڑکی مقابل کو باتوں سے لاجواب کرنے کا ہنر جانتی تھی۔

"چند دن تک صورت حال کے نتائج کے مطابق آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔"

معاویہ نے سر کو ہلکا سا کو خم دیا۔ان کا شکریہ ادا کرتی وہ وہاں سے اٹھی اور اجازت طلب کر کے باہر نکل آئی۔

ابھی وہ آفس سے باہر نکلی تھی جب میسیج بپ بجی تھی۔

"مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ کیا میں آپ سے کچھ دیر کے لیے مل سکتا ہوں؟"

عمیس کا پیغام جگمگا رہا تھا۔

اسے کسی حد تک اندازہ تھا کہ وہ "ضروری بات" کیا ہے سو دلکش انداز میں مسکرائی۔

"دس منٹ تک کلاک ٹاور کے پاس۔" وقت اور جگہ سے آگاہ کر کے اس نے موبائل کندھے سے لٹکتے پرس میں ڈالا اور آگے کی جانب قدم بڑھائے۔

سوچوں میں مگن وہ آگے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اسے یاد تھا کل ہی جب امی اسے سمجھا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"معاویہ بیٹا چھوڑ دو یہ بے جا ضد... اس عید قربان پہ اپنی اس نفرت اور ضد کو قربان کر دو۔ تمہارا رب تم سے خوش ہو جائے گا۔"

"میری زندگی کے جو ایام سسکتے اور تڑپتے گزرے ہیں ان کو کیسے بھول جاؤں؟ جب مجھے ان کی ضرورت تھی تب وہ کہاں تھے؟ ایک بیٹے کی تلاش میں اور اب جب انہیں بیٹے کا سہارا بھی میسر

نہ ہو سکا تو انہیں ہماری یاد ستانے لگی۔بہت خوب!"وہ نفرت بھرے طنزیہ لہجے میں بول رہی تھی۔

"زندگی ہر کسی کو دوسرا موقع نہیں دیا کرتی۔اگر قدرت آفاق کو دوسرا موقع دے رہی ہے تو ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے۔

جب ہمارا کریم رب بھی معافی کی گنجائش رکھتا ہے،،توبہ کا در کھلا رکھتا ہے تو تم انہیں گنجائش نہ دینے والی کون ہوتی ہو؟!"

ان کا لہجہ تیز ہوا تھا۔

"میں تمہارے کرب سے واقف ہوں لیکن،ایک شادی شدہ عورت کو چھوڑ دینا صرف اس بنا پہ کہ وہ لڑکا پیدا نہیں کر سکی اس کی توہین ہے۔اسے زندہ در گور کرنے کے مترادف ہے۔"وہ لحظہ بھر کو رکیں۔

"اگر میں انہیں معاف کرنے کی ہمت رکھتی ہوں تو تمہیں بھی اپنا دل بڑا کرنا ہو گا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

معاویہ کا دل نرم ہوا تھا۔وہ کوئی بہت پتھر دل لڑکی نہیں تھی۔مگر اس کا بچپن احساس محرومی میں گزرا تھا۔اس نے اپنی ماں کو سسکتے دیکھا تھا۔اس ایک شخص کی وجہ سے ان کی زندگی درہم برہم ہو گئی تھی۔

اور جس بیٹے کی چاہ میں وہ انہیں چھوڑ گئے تھے اسی بیٹے کی وجہ سے انہیں واپس بھی آنا پڑا تھا کہ ان کا بارہ سالہ بیٹا ماں کی حادثاتی موت کے بعد بگڑ گیا تھا۔

ایک رات گھر سے پیسے اور زیورات لے کر ایسا غائب ہوا کہ دو مہینوں کی مسلسل تلاش کے باوجود نہ مل سکا۔سو آفاق بیگ تھک ہار کر پاکستان واپس آ گئے۔اور واپس آتے ساتھ ہی انہوں نے رابطہ کرنے کے کوشش کی تھی۔

معاویہ کو اب یہ سب فریب لگتا تھا۔اگر سچ بھی تھا تو وہ ان کی واپسی کے لیے راضی نہیں تھی۔

ہر وقت یہی سب سوچیں اس کے دماغ پہ حاوی ہوتیں تھیں۔

"معاویہ؟!" پیچھے سے آنے والی آواز پہ قدم رکے تھے۔

"جی؟!" وہ دو قدم پیچھے آئی تھی کہ سوچوں کے تانے بانے میں الجھتی وہ دور نکل گئی تھی۔

"آپ سے اک بات کرنا تھی۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ چند قدم آگے آیا کہ اسے یہ مسافت طے کرنا تھی۔ وہ طے کرنا چاہتا تھا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں معاویہ کے سامنے معاویہ کی عزت افزائی کرتا رہا۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ معاویہ نامی انسان ایک لڑکی ہے۔" وہ پشیمانی میں وضاحت دے رہا تھا۔

"عموماً یہ نام لڑکوں کا ہوتا ہے تو بس اسی لیے میں بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہوتے اک صحیح انسان کو غلط باتیں سنا گیا۔"

"کوئی بات نہیں۔ زندگی میں بہت سی چیزیں عجیب اوران ایکسپیکٹڈ ہوتی ہیں۔ میرا نام انہی میں سے ایک ہے۔"

وہ اپنے نام پہ تبصرہ کرنے والوں کو ہمیشہ نظرانداز کیا کرتی تھی۔ مگر جانے کیوں دل اس کو وضاحتیں دینا چاہتا تھا۔

"آپ کے نام کا کیا مطلب ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔

"محبت۔" وہ بے ساختہ بولا۔

"اب تو میں سراپا محبت ہو گیا ہوں۔" جھکے سر کو دیکھتے ہولے سے لہجے میں اعتراف کیا گیا۔

"کیا میں آپ سے کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہوں؟" عمیس کی آواز بھاری ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

الفاظ سن کر سمجھنا اپنی جگہ پر آنکھیں دیکھ کر کیفیت سمجھنا کمال ہوتا ہے۔

اور معاویہ بیگ اس کمال سے واقف تھی۔

لمحے کے لیے اس نے ان سرمئی آنکھوں میں دیکھا اور سمجھ گئی۔

"نہیں!" دوٹوک جواب تھا۔

سرمئی آنکھوں کی جوت بجھی تھی۔

"آپ کو اگر کوئی بھی تفصیلی بات کرنی ہو تو آپ گھر تشریف لا سکتے ہیں۔"

اور تب معاویہ نے جانا تھا کہ پل میں آنکھیں کیسے رنگ بدلتی ہیں؟

لوگ لمحوں میں کیسے جی اٹھتے ہیں؟

کلاک ٹاور کے عین سامنے کھڑے وہ دو سنہری وجود اس بات سے بے خبر تھے کہ قدرت اک

اور امتحان لیے ان کی منتظر تھی۔

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں داخل ہوتے ساتھ ہی سامنے کا منظر خوبصورت نظر آتا تھا۔

سامنے پڑے بڑے صوفے پہ براجمان احد غازی اور منزہ غازی کے چہروں پہ مسکراہٹیں تھیں۔

دائیں جانب پڑے صوفے پہ سبطین،، ثقلین اور زینب موجود تھے۔

"السلام علیکم!"ہشاش بشاش سے اس سلام پہ سب متوجہ ہوئے تھے۔

"وعلیکم السلام۔اور بھئی صاحب زادے؟ خاصے پرجوش نظر آرہے ہیں۔"ثقلین نے آواز میں رعب پیدا کیا تھا۔عمیس مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نظر سامنے بیٹھی زینب کی جانب اٹھی تھی۔ وہ سوجی ہوئی آنکھوں کے ساتھ زرد چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

عمیس نے اسے مخاطب کرنا چاہا مگر کچھ سوچ کر ارادہ ترک کر دیا۔ تبھی زینب نے اس کی طرف دیکھا تھا اور بولی تھی۔

"آئی ایم ویری ویری سوری فار ایوری تھنگ (میں ہر چیز کے لیے بہت شرمندہ ہوں) مجھے معاف کر دیں بھائی۔ میں نے اتنا غلط کیا آپ کے ساتھ۔ میں بہت بری ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔" وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولی تھی۔

اسے یوں روتے دیکھ سبطین کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔ ثقلین اس کے قریب آیا تھا۔

"نہیں آپی! ایسے خود کو برا مت کہیں!" اس نے زینب کے ہاتھ تھامے تھے۔

"آپ بہت اچھی ہیں" لہجہ سنجیدہ تھا۔ زینب نے اسے پیار بھری نم آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"وہ الگ بات ہے کہ لگتی نہیں ہیں!!" بات کے اختتام پہ وہ مسکرایا تھا۔

بے اختیار قہقہے ابھرے۔ زینب بھی مسکرائی تھی۔

وہ مطمئن تھی کہ اس نے اپنی انا اور نفرت کو پس پشت ڈال دیا تھا اپنے رب کی رضا کی خاطر!!

"بھائی ویسے ہم قربانی کے لیے جانور کب لائیں گے؟" ثقلین اس کے پاس آ بیٹھا تھا۔

"تم ہو تو جانور کی کیا ضرورت؟" سبطین بولا تھا۔

"کیا مطلب؟" آنکھیں گول گول گھمائی گئیں۔

"میرے پاس تم ہو!!" وہ گنگنایا تھا۔

"سبطین!!" عمیس کا انداز تنبیہی تھا۔

"کیا تم اس بات سے واقف نہیں کہ گدھوں کی قربانی جائز نہیں ہے؟" عمیس نے پوچھا تھا۔

"اوہ ہاں میں بھول گیا تھا۔ معافی چاہتا ہوں یور آنر!" وہ مؤدب وکیل کی مانند بولا تھا۔

ثقلین کو بہت دیر سے سمجھ آئی تھی اور اب وہ احتجاج کی تیاری کر رہا تھا۔ "بھوک ہڑتال" جس میں وہ سو فیصد ناکام ہونے والا تھا کیونکہ بھوک اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔

عمیس نے اس سارے منظر کو دیکھتے خود کو ایک اہم بات کرنے کے لیے تیار کیا۔

"مما جان کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ہماری فیملی میں کسی کی کمی ہے؟" سرسری سا لہجہ اپنایا تھا۔

"میں بھی یہی کہتا ہوں۔ اس گھر میں اب کسی کی شادی ہو جانی چاہیے۔" ثقلین کی طرف سے آنے والا ووٹ اس کے حق میں تھا۔ وہ مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"اسی لیے تو میں سبطین بھائی کو منا رہا ہوں کہ ہاں کر دیں تو ہم ان کے ہاتھ پیلے کرنے کی سوچیں۔"

آہ! عمیس کیسے بھول گیا تھا کہ وہ ثقلین غازی تھا۔اصل بلاسٹ تو وہ بات کے اختتامی جملے میں کرتا تھا۔

"ہمارے معاشرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ بڑا بھائی گھر بیٹھا ہو اور چھوٹے بھائی کے ہاتھ پیلے کر دیے جائیں۔" وہ رشتے والی آنٹی کی طرح مدبر بنا کہہ رہا تھا۔

احد غازی بے ساختہ مسکرائے تھے۔

"جی تو برخوردار کون ہیں وہ خوش قسمت خاتون جنہیں شرف زوجیت بخشنے کا ارادے ہیں جناب کے؟ ذرا ہمیں بھی بتائیے۔" منزہ غازی استفسار کر رہی تھیں۔

"وہ میری کولیگ ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے جوائن کیا ہے۔" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"بھائی ویسے ان کا نام کیا ہے ہماری ہونے والی بھابھی کا؟" سوال سبطین کی طرف سے آیا تھا۔

"معاویہ۔" یک لفظی جواب۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بھائی آپ سے آپ کے دوست کا نہیں بھابھی کا نام پوچھ رہے ہیں۔" ثقلین نے اس کے کندھے پہ ہاتھ دھرتے اسے دوبارہ مطلع کیا تھا۔

"تمہاری بھابھی کا نام معاویہ ہے۔" اس نے جواب دیا تھا۔

"کیا؟؟" ثقلین کی کیا خاصی لمبی اور اونچی تھی۔

"کیا وہ مردانہ نقوش کی مالک ہیں؟ مجھے تو لڑکوں والی فیلنگ آرہی ہے۔" وہ روہانسا ہوا تھا۔

عمیس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"مجھے بھی تم سے بیوقفوں والی فیلنگ آتی ہے اکثر" اس نے اکثر پہ زور دیا۔

"اکثر فیلنگز جھوٹی ہوتی ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ بھابھی بہت پیاری ہوں گی!" بات کو گھماتے اس نے اپنا دفاع کیا تھا۔

تبھی عمیس کا فون بجا تھا۔ وہ پریشان ہوا تھا۔

رات کے گیارہ بجے معاویہ کی کال؟!

اس نے فون کان سے لگایا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

معاویہ گھر پہنچی تو دروازے پہ تالا لگا دیکھ وہ پریشان ہوئی تھی۔اس کا دل کسی انجانے خدشے کے تحت زور سے دھڑکا تھا۔

اس نے ساتھ والی ثریا خالہ کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔اندر سے ایک بارہ سالہ بچہ نمودار ہوا تھا۔

"معاویہ باجی آپ کی امی کی طبیعت بہت خراب تھی۔وہ بے ہوش ہو گئیں تھیں۔ثریا خالہ انہیں لے کر اسپتال گئیں ہیں۔"

معاویہ کی رنگت زرد ہوئی تھی۔وہ الٹے قدموں واپس بھاگی تھی۔اس کی ساری متاع اس وقت داؤ پہ لگی تھی۔

اسے اپنے ارد گرد کا کوئی ہوش نہیں تھا۔وہ بس بھاگتی چلی جا رہی تھی۔اسپتال کے کاریڈور میں اسے ثریا خاتون نظر آئیں تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ ان کی جانب لپکی۔وہ بھی اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔صورتحال سے آگاہ کرتے انہوں نے اس کے ہاتھ تھام کر اسے حوصلہ دیا تھا۔

وہ آپریشن تھیٹر کے دروازے سے لگی کھڑی تھی۔

نمکین پانیوں سے بھری وہ جھیل سی گہری آنکھیں کرب زدہ لگتی تھیں۔

اسے رہ رہ کر اپنی ماں کی سب باتیں یاد آرہی تھیں۔

کیا واقعی وہ اتنی بری بن گئی تھی کہ وہ اپنے باپ کو معاف کرنے کا ظرف پیدا نہ کر سکی۔اگر اس کی ماں کو کچھ ہو جاتا تو اس کی ذمہ دار وہ خود کو ٹھہراتی۔اس کا دل عجیب ہوا تھا۔اس نے اپنی ماں کی صحت یابی کی دعا مانگی تھی۔

کسی انجانے خیال کے تحت اس نے سر اٹھایا اور ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔اس نے فون نکالا اور عمیس کا نمبر ملایا۔دوسری بیل پہ کال ریسیو ہو گئی تھی۔

"ہیلو؟ کیا ہوا معاویہ سب خیریت ہے؟" مخالف پوچھ رہا تھا اور معاویہ میں کچھ بولنے کی سکت نہ تھی۔وہ بس سسکیاں بھرتی رہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"معاویہ کہاں ہیں آپ ؟آپ رو کیوں رہی ہیں ؟ مجھے بتائیے میں ابھی آتا ہوں۔" وہ متفکر لہجے میں بول رہا تھا۔

"امی کی طبیعت بہت خراب ہے۔ ہم ہاسپٹل میں ہیں۔" خود کو سنبھالنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں دس منٹ تک وہاں پہنچ رہا ہوں۔"

معاویہ نے نم سانس کھینچی تھی۔

پریشانی جوں کی توں تھی مگر اب حوصلہ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

معاویہ کو دلاسا دیتے، فون پاکٹ میں ڈال کر وہ مڑا۔ جب احد غازی نے پوچھا تھا۔

"کیا ہوا بیٹا سب خیریت تو ہے ؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"معاویہ کی مدر کی طبیعت ناساز ہے وہ ہاسپٹلائزڈ ہیں۔ میں وہیں جا رہا ہوں. "

"چلو ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔" منزہ غازی نے کہا تھا۔

"آپ آجائیں میں گاڑی باہر نکالتا ہوں۔" وہ سر اثبات میں ہلاتی کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

"زینب بیٹا ہمیں آنے میں دیر ہو جائے گی۔ ثقلین تم گھر پہ بہن کے ساتھ ہی رہنا اور ہاں !! تنگ مت کرنا بہن کو۔" تاکید کرتے کرتے آخر میں تنبیہہ کی گئی تھی۔

"جی ماما ڈونٹ وری۔" فرمانبرداری سے بات سنی گئی اور ذمہ داری سے دوسرے کان سے نکال دی گئی۔

منزہ غازی باہر چلی گئیں اور وہ گیٹ بند کرتے واپس زینب کے پاس آ بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسپتال میں کھڑی معاویہ کی ٹانگیں شل ہورہی تھیں۔بے ربط سوچوں کے تانے بانے میں الجھی وہ دل میں صرف ایک جملہ دہرا رہی تھی۔

"میں آفاق بیگ کو معاف کرنے کے لیے تیار ہوں۔بس میری ماں کو ٹھیک کردیں"

آپریشن تھیٹر کی روشنیاں بجھی تھیں۔ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر باہر آئی تھیں۔

"ڈاکٹر اب میری امی کیسی ہیں؟"وہ بے تاب ہوئی تھی۔

"فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔کوئی بھی ٹینشن ان کے لیے مہلک ثابت ہوسکتی ہے۔ان کا خیال رکھیے گا اور ہاں آپ ان سے مل سکتی ہیں۔"پروفیشنل انداز میں کہتی وہ آگے بڑھ گئی تھیں۔

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔تبھی اس نے عمیس کو اپنی جانب آتے دیکھا تھا۔

"السلام علیکم"نزدیک آنے پہ اس نے عمیس کے ساتھ آنے والے ان دو نفوس کو سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔اب آپکی امی کی طبیعت کیسی ہے؟"منزہ غازی نرم لہجے میں پوچھ رہی تھیں۔

"اب خطرے سے باہر ہیں."اس کی آنکھیں پھر بھیگنے لگی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟"

"جی جی آیئے" وہ انہیں ساتھ لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

سامنے بیڈ پہ وہ نیم دراز تھیں۔ لمحوں میں صدیوں کی بیمار نظر آتی تھیں۔

جسمانی بیماریوں سے زیادہ ذہنی بیماریاں انسان کو نچوڑ لیتی ہیں۔

معاویہ پشیمان ہوئی تھی۔اسے ازالہ کرنا تھا۔

"بیٹا آپ کے والد صاحب نظر نہیں آرہے؟" احد غازی پوچھ رہے تھے۔

اس سے قبل کہ صفیہ بیگم کچھ کہتیں، معاویہ بول پڑی۔

"وہ جرمنی ہوتے ہیں۔امی کی خرابی طبیعت کے باعث چند دن تک ان کی واپسی متوقع ہے۔"

www.novelsclubb.com

صفیہ بیگم کو خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔کیا معاویہ بیگ آفاق بیگ کو معاف کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی؟ کیا پندرہ سال بعد سب کچھ ٹھیک ہونے جا رہا تھا؟ مطمئن سی ہو کر انہوں نے آنکھیں موند لیں۔

"صفیہ بہن! اس موقعے پہ یہ بات کرنا مناسب تو نہیں لگ رہا مگر۔۔۔" لمحے بھر کو رک کر انہوں نے تمہید باندھی تھی۔

صفیہ بیگ متوجہ ہوئی تھیں۔ معاویہ نے بھی ان کی جانب دیکھا تھا۔

"ہم اپنے بیٹے عمیس کے لیے آپ کی بیٹی معاویہ کا رشتہ چاہتے ہیں اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔۔۔؟!"

جملے کان میں پڑتے ہی معاویہ نے نامحسوس انداز میں رخ پھیر لیا تھا۔ عمیس نے اس کی یہ معمولی سی حرکت بڑی دلچسپی سے دیکھی تھی۔

"عمیس بہت اچھا لڑکا ہے۔ مجھے پسند ہے مگر میں آفاق سے کوئی بھی بات کیے بغیر جواب نہیں دے سکتی۔" یہ کہتے انہوں نے معاویہ کی جانب دیکھا تھا۔ وہ نارمل تھی۔

"جی جی کوئی بات نہیں! آپ بھائی صاحب سے بات کر کے اطمینان سے بتائیے گا۔" منزہ غازی نے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بیٹھ کر وہ چلے گئے تھے۔

جب صفیہ بیگم نے معاویہ کو پاس بٹھاتے اس سے پوچھا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔آپ مجھ روٹی بنادیں گی پلیز۔" پیٹو صاحب ملتجی لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔اٹھو اور برتن لگاؤ دونوں مل کر کھائیں گے۔تم بھی کیا یاد کرو گے کس سخی سے پالا پڑا ہے!" شان بے نیازی سے کہتی وہ کچن میں چلی گئی۔

ثقلین نے ڈائننگ ٹیبل پہ پانی، رائتہ اور سلاد وغیرہ رکھا۔اس کام سے فارغ ہو کر وہ زینب کے پیچھے چلا آیا۔

سامنے کا منظر دیکھ وہ دھک سے رہ گیا تھا۔اس نے آنکھیں اچھی طرح کھول کر آٹے سے لتھڑے ہاتھ لیے زینب کو دیکھا تھا اور پھر چولہے پہ موجود روٹی نامی چیز کو!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اپیا ایک بات پوچھوں ؟" وہ سنجیدہ لہجے میں مخاطب ہوتا اس کے قریب آیا تھا۔

"ہمم" وہ مصروف سے انداز میں بولی۔

"پوچھ لوں ؟" اس نے یقین دہانی چاہی۔

"پوچھو۔" وہ سب کام چھوڑ کر متوجہ ہوئی۔

"کیا آپ اس بات کا اندازہ لگا سکتی ہیں کہ ؟" وہ سانس لینے کو رکا۔

زینب نے ابرو اچکائے۔

"کہ اس میں روٹی کی سیدھی سائیڈ کون سی ہے ؟ کیا یہ کھانے کے قابل بھی ہے ؟ نہ گول نہ چوکور یہ تو الگ ہی کوئی شکل ایجاد کی ہے آپ نے۔ مجھے لگتا ہے سری لنکا کا نقشہ بنایا ہے۔" وہ پل بھر میں اس کی محنت پہ پانی پھیر چکا تھا۔

وہ جو کوئی سیریس بات کی توقع کر رہی تھی، بھنا اٹھی۔

پہلے حیران اور پھر غصہ ہوئی۔ آخر وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ وہ ثقلین غازی تھا۔

سنجیدہ ہونا جس نے کبھی سیکھا ہی نہیں تھا۔

"دفعان ہو جاؤ۔ تم میرے ہاتھ کی روٹی کھانا ڈیزرو ہی نہیں کرتے" وہ دبا دبا چلائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ہنہہ۔ روٹی نہ ہوئی اولمپک کا گولڈ میڈل ہو گیا جسے میں ڈیزرو نہیں کرتا۔"

وہ دور جا چکا تھا کیونکہ انجام سے واقف تھا۔

"وہ تو تم مر کر بھی ڈیزرو نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے لیے فزیکل فٹنس کا ہونا بہت ضروری ہے کدو!!" اس نے اس کے دن بدن پھیلتے بدن کو نشانہ بنایا تھا۔

"ہم بغیر کسی میڈل کے ہی بھلے۔" وہ اچھا خاصا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

"کھانے کے معاملے میں نو کمپر ومائز۔" کندھے اچکاتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

زینب ہنس دی تھی۔ گاڑی کا ہارن بجا تھا اور ثقلین نے واپس آکر دروازہ کھولا تھا۔ وہ تینوں واپس آچکے تھے۔

ایک خوشگوار دن رات کے سائے میں لپٹ کر اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا تم خوش ہو؟" یہ وہ سوال تھا جو وہ خود سے خود بھی پوچھنا چاہتی تھی۔

"امی جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔" سادہ سے لہجے میں کہہ کر اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔

کال لاگ نکالی۔اسکرول کرتے انگلیاں اس نمبر پہ آکر تھم گئیں جسے وہ کئی دنوں سے نظر انداز کرتی آرہی تھی۔

وہ فیصلہ کر چکی تھی۔اسے قربانی دینا ہو گی۔انا کی،ضد کی اور نفرت کی۔

اس نے نمبر ملایا اور فون کان سے لگالیا۔

www.novelsclubb.com

پہلی ہی بیل پہ کال ریسیو کرلی گئی جیسے فون کے دوسرے پار بیٹھا شخص بس اسی انتظار میں تھا۔

"السلام علیکم!" دوسری جانب سے بے تاب لہجے میں کہا گیا۔

معاویہ کے دل کو کچھ ہوا۔باپ کے بغیر گزارے جانے والے پندرہ سالوں کی اذیت،ان پندرہ سیکنڈز میں ختم ہوتی نظر آئی تھی۔

نفرت کا اظہار کرنا جتنا آسان ہے سچ میں نفرت کرنا اتنا ہی مشکل!!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کسی سے بے حد نفرت کرنے کے لیے پتھر جیسا سخت اور بے رحم دل درکار ہے اور معاویہ اس سے عاری تھی۔

"آپ واپس آ سکتے ہیں؟ اپنے گھر؟!" سلام کے جواب کے بعد اس نے پہلی بات یہی کی تھی۔

دوسری جانب موجود شخص کی زندگی جیسے پھر سے جی اٹھی تھی۔

"جی بیٹا ضرور!" مسرت آمیز کانپتی آواز میں کہا گیا۔

معاویہ کی آنکھیں نم تھیں۔ فون رکھ کر وہ ماں کے گلے سے جا لگی تھی۔

ان دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ان آنسوؤں سے دلوں کی کثافت دھل جانے والی تھی۔

وہ پچھتاوے کے آنسو تھے۔ اتنے سال بے جا نفرت میں برباد کر دینے کا پچھتاوا۔

وہ راحت کے آنسو تھے۔

ہدایت پا لینے کی راحت۔

وہ خوشی کے آنسو تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ شکر کے آنسو تھے۔

اور آنسو جس بھی کیفیت کے ہوں،

انمول ہوتے ہیں!

www.novelsclubb.com

عید میں بس پانچ دن باقی تھے۔ غازی ہاؤس کی رونق دیکھنے لائق تھی۔ کہ آج آفاق بیگ اور صفیہ بیگ مہمان خصوصی تھے۔

ثقلین اور زینب تیاریوں کے ساتھ ساتھ عمیس سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں مصروف تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ماشاءاللہ بھائی کے چہرے کا گلو تو چیک کریں ذرا۔ ٹیوب لائٹ کی طرح چمک رہا ہے!" ثقلین کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔

"ثقلین!" عمیس نے اسے ڈانٹنے کی ناکام ترین کوشش کی تھی۔

وہ خوش تھا۔ بہت خوش۔

اور بے شک عزت و احترام سے محبت کو پا لینے کی خوشی بہت انوکھی کیفیات کی حامل ہوتی ہے۔

دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔ وہ سب تمیز کے دائرے میں داخل ہوئے۔ سبطین نے دروازہ کھولنے کے لیے قدم بڑھائے۔

تمام معاملات خوش اسلوبی سے طے پائے تھے۔ آفاق بیگ کو عمیس شاہ بے حد پسند آیا تھا۔ احد غازی اور آفاق بیگ کی مشترکہ رائے کے مطابق منگنی وغیرہ کے جھنجٹ سے بچنے کے لیے ڈائریکٹ نکاح کی تقریب رکھی گئی۔

"بھابھی کیوں نہیں آئیں؟ میں اتنا ایکسائیٹڈ تھا۔" ثقلین زینب کے کان میں گھسا تھا۔

"مسٹر کدو! دلہن شادی سے پہلے اپنے سسرال نہیں آیا کرتی" زینب نے اس کی عقل پہ ماتم کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

متفقہ رائے کی بنا پر نکاح کے لیے عید کا دوسرا دن مقرر کیا گیا۔ منزہ غازی سب کا منہ میٹھا کروانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اپنے نکاح نامے پہ جب بھابھی کے دستخط پائیں گے....

واللہ آپ اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلائیں گے؟!"

زینب نے اپنے انداز میں مبارکباد دی تھی۔

ثقلین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ سبطین اور عمیس بھی مسکرا دیے تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ عید کا دن تھا۔وہ سب نہادھو کر عید کی نماز کے لیے تیار تھے۔نماز سے واپسی پہ قربانی کرنا تھی۔

اصل قربانی تو انہوں نے کی تھی۔

معاویہ بیگ اور زینب غازی!

رب کی رضا کے لیے بے جا نفرتوں اور اپنی انا کو قربان کیا تھا۔

معاویہ نے اپنی ضد ختم کر کے اپنے والد کی واپسی کے رستے ہموار کیے تھے۔جب اللہ تعالیٰ معافی کی گنجائش رکھتا ہے تو بندے کیوں کٹھور پن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

زینب غازی نے حسد کی آگ کو رشک کے پانی سے بجھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

منفی خیالات اور نفرت بھرے جذبات پہ فاتحہ پڑھی تھی۔

دل پاکیزہ ہوئے تھے اور رشتے خوبصورت۔

اور یہی تو اصل قربانی ہے۔

اور سب سے بڑی قربانی تو ثقلین غازی نے دی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھابھی کو امپریس کرنے کی سر توڑ کوششیں جاری تھیں جن میں سر فہرست اس نے اپنی ڈائیٹ روٹین بدلی تھی۔ سختی کے ساتھ ڈائیٹنگ جاری تھی۔

اس نے بھوک کی قربانی دی تھی۔

اس قربانی سے بڑھ کر کوئی قربانی ہو سکتی ہے بھلا؟!

www.novelsclubb.com

آج کا دن کچھ زیادہ ہی روشن تھا یا صرف عمیس کو لگ رہا تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑا وہ کوئی پچیسویں دفعہ اپنا جائزہ لے رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بھائی اتنا وقت تو معاویہ بھابھی نے بھی نہیں لگایا ہو گا بلکہ وہ بھی تیار ہو کر بیٹھی اپنے شوہر مرحوم میرا مطلب شوہر محترم کا انتظار کر رہی ہوں گی جو تیار ہونے میں لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ چکے ہیں اور پچھلے اڑھائی گھنٹے سے ہمیں انتظار کی سولی پہ لٹکایا ہوا ہے۔" وہ ہاتھ ہلا ہلا کر بول رہی تھی۔

"اچھا اچھا بھئی چلو... میں تیار ہوں" وہ اسے پچکارتے ہوئے بولا۔

"یااللہ تیرا شکر!!" اسے باہر آتے دیکھ انہوں نے باجماعت شکر ادا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"معاویہ بنت آفاق آپ کا نکاح عمیس بن ابرار کے ساتھ سکہ رائج الوقت ایک لاکھ بطور حق مہر کیا جاتا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" قاضی کی آواز گونج رہی تھی۔

"جی قبول ہے۔" تین دفعہ کہے جانے والے ان کلمات کو سن کر عمیس شاہ کے چہرے پہ آسودگی پھیلی تھی۔

قاضی نے اپنا رخ عمیس کی جانب کیا تھا۔

اور بالآخر وہ محبت کا فاتح ٹھہرا تھا۔

مبارک سلامت کا شور بلند ہوا تھا۔

وہ سب سے نظر بچا کر معاویہ کے قریب ہوا تھا۔

"نکاح مبارک ہو مسز۔"گھمبیر آواز اک فسوں پیدا کر رہی تھی۔

"آپ کو بھی۔"

"کیا اب میں آپ سے کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہوں؟"

آف وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس، گولڈن براؤن واسکٹ اور پشاوری چپل پہنے اس سرمئی آنکھوں والے شخص نے اجازت چاہی تھی۔

"جی کہیے۔"

آف وائٹ اور گولڈن شرارہ پہنے، ماتھے پہ جھومتی بندیا، گلاب کے گجروں سے مہکتے ہاتھ لیے، سرخ دوپٹے میں سجی اس شہزادی نے شان بے نیازی سے اجازت دی تھی۔

"معاویہ بیگ سے محبت عمیس شاہ پہ فرض کر دی گئی تھی۔ آپ کو میرے ہی نکاح میں آنا تھا۔ آپ کو میرے ہی لیے بنایا گیا ہے۔"

یہ دھونس بھرا اظہار محبت سن کر معاویہ مسکرا دی۔

"اہمم اہمم۔ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" کسی ظالم سماج کی طرح سبطین نے انٹری ماری تھی۔

"نکاح مبارک ہو معاویہ بھائی اوہ سوری میرا مطلب معاویہ بھابھی!" ثقلین سے اور کیا توقع کی جا سکتی تھی؟

"فبای الاء ربکما تکذبان!" زینب نے بھی حصہ لیا تھا۔

وہ سب مسکرا دیے۔ شفاف دلوں کے ساتھ حسین مسکراہٹیں۔

اور جب دل صاف ہو جائیں تو سب منظریوں ہی خوبصورت ہو جایا کرتے ہیں۔

آدھے چاند کی روشنی میں نہائے وہ دو سنہری وجود اپنے بخت پہ نازاں تھے۔

www.novelsclubb.com

انہیں بہترین سے نوازا گیا تھا۔

انہیں ایک دوسرے سے نوازا گیا تھا۔

زینب غازی مطمئن تھی۔

معاویہ بیگ خوش تھی۔

جب دلوں کی کثافت دھل جائے تو دل یوں ہی خوشی سے سرشار ہو جایا کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قیمتیں نہیں صرف نیتیں دیکھتا ہے۔

اسے دلوں کی سچائی مطلوب ہے۔ بغض و کینے سے بھرے دلوں کی مہنگی قربانیوں سے اسے کوئی واسطہ نہیں!

مہنگی ترین نہیں قیمتی ترین چیزوں کی قربانی دیں۔

دورِ حاضر کے لوگ انا قربان کر دیں تو بہت سے رشتے بکھرنے سے بچ سکتے ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بہت سے دل ٹوٹنے کی اذیت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

انائیں قربان کریں، حسد ختم کریں۔

دل شفاف کریں، یہی اصل قربانی ہے۔

یہی تو کارِ کبر ہے!

www.novelsclubb.com

ختم شد!!

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB